ہفت روزہ

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۱ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء

ہدیہ ۴/

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

ف — فاروقؓ وہ فاروقؓ جو صدیقؓ کا تھا جانشیں
شوکتِ اسلام جن کے دم سے پھیلی بالیقیں

ا — اللہ اللہ رتبہ و عظمت میں تھے کتنے بلند
ہر ادا آئی نبیؐ کو بے گماں ان کی پسند

ر — رحمتِ عالمؐ نے مانگا حق تعالیٰ سے انہیں
کارنامے ان کے ہیں بس باعثِ صد آفریں

و — وادیٔ بطحا میں رونق جن کے دم سے آ گئی
کفر کی شوکت مٹی اور عظمتِ دیں بڑھ گئی

ق — قیصر و کسریٰ کو جس نے کر دیا تھا زیر دست
وہ عمر فاروق اعظمؓ ہی تھے مردِ حق پرست

ا — اپنے کیا اغیار بھی کرتے ہیں ان کی منقبت
ان کے ایماں سے ملی ہے دیں کو بیشک منفعت

ع — عہدِ فاروقی تھا دین کے واسطے وجہِ قرار
اس مثالی دور میں بے شک بڑھا دیں کا وقار

ظ — ظاہر و باطن میں انور جو سراپا پاک ہو
کیوں نہ اس پر رحمت و لطفِ شہِ لولاک ہو

م — مصطفیٰ کے قرب میں حاصل ہے انکو وہ مقام
رات دن جس جا ملائک پڑھنے آتے ہیں سلام

نور محمد انور کالا باغ ۔ میانوالی



غائف تھا جن سے ظلم وہ انسان اور تھے
تھی شانِ قوم جن سے وہ سلطان اور تھے

اٹھا تھا لرز "کفر" کبھی جن کے نام سے
خوددار، سرفروش مسلمان اور تھے

سینچا جنہوں نے گلشنِ ملت کو خون سے
وہ پاسبان دین کے دہقان اور تھے

بے بہرہ کان انکے تھے رقص و سرود سے
تھی جان "تیغ" جینے کے سامان اور تھے

باطل کے سامنے نہ جھکیں جنکی گردنیں
وہ حق پرست صاحبِ ایمان اور تھے

جو راہِ حق میں سر کو کٹاتے تھے شوق سے
انکی امنگ اور تھی ارمان اور تھے

مضطر تھا جن پہ ملتِ بیضا کا انحصار
وہ بوئے گل، شجر، وہ گلستان اور تھے

سید مظفر حسین مضطر

هفت روزہ
خدام الدین
لاہور
فون نمبر:- ۶۷۵۴۵
جلد ۶ جمعۃ المبارک ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۰ء شمارہ ۲۴

جنرل اسمبلی کے اجلاس میں کیا ہوا

ا:- اس سال اقوام متّحدہ کی جنرل اسمبلی کا اجلاس غیر معمولی اجلاس تھا - بہت سے ممالک کے سربراہوں نے بذات خود اس میں شرکت کی - جو بڑے بڑے آدمی بظاہر شریک نہیں ہونا چاہتے تھے، اُن کو بھی اس کی اہمیّت کے پیش نظر شریک ہونا پڑا جیسے پنڈت نہرو اور وزیر اعظم برطانیہ میکمیلن - ان کو آخری وقت میں جانے کا فیصلہ کرنا پڑا - یہ ساری مصیبت روس کے مسٹر خروشیف نے پیدا کی - جس نے بذات خود شریک ہونے کا اعلان کرتے ہوئے دیگر ممالک کے سربراہوں کو بھی ایسا کرنے کی ترغیب دی - چنانچہ بہت سے ممالک کے سربراہوں نے خود شریک ہو کر اجلاس کو نہایت اہم بنا دیا - خروشیف بڑا سخت جان ثابت ہوا - امریکی عوام اس سے بیزار تھے - امریکی حکومت اُس سے کشیدہ تھی - اخبارات نے اُس کے خلاف مضامین لکھے - اس کے لئے خطرات بھی ظاہر کئے گئے - اس کو ایک جزیرہ میں تقریباً نظر بند رہنے کا حکم بھی امریکی گورنمنٹ نے صادر فرمایا - مگر اس نے کسی بھی بات کی پرواہ نہ کی اور امریکہ کے شہر نیویارک میں جا ہی پہنچا - وہاں بھی استقبال اور پھولوں کے ہار کی بجائے مخالف نعروں سے اس کی تواضع کی گئی - بعد میں بھی بہت کچھ پابندیاں عائد تھیں لیکن پھر بھی فوٹوگرافروں اور اخباری نمایندوں نے اسے گھیرے رکھا - اس کی بہت پبلسٹی ہوتی رہی - گویا جنرل اسمبلی میں خروشیف ہی ایک نئی اور جاذب توجّہ چیز تھی -

ب:- جنرل اسمبلی کا ایجنڈا امن عالم تخفیف اسلحہ - افریقہ وغیرہ کے مسائل تھے اس میں الجزائر کا مسئلہ بھی قابل بحث قرار دیا گیا - عرب ممالک فلسطین کے لئے بھی بے چین تھے - عوامی چین کو اقوام متحدہ کا ممبر بنانے کا مسئلہ بھی درپیش تھا - اور خروشیف نے دو نئے مسئلے بھی پیدا کر دیئے کہ سیکرٹری جنرل کو استعفاء دینا چاہیئے اور اس کی جگہ تین قسم کے ممالک کے تین نمائندوں کا سیکرٹرایٹ قائم ہو - اور سیکرٹری ایٹ بھی امریکہ سے باہر کسی اور ملک میں ہو - کانگو کا مسئلہ تو پہلے سے اہم تھا - جہاں خروشیف کے دوست لوممبا کی جدوجہد کو ہمرشولڈ نے چلنے نہیں دیا تھا - اس اجلاس میں کانگو میں ہمرشولڈ کی کارگزاری کو سراہا گیا اور کانگو کی امداد کے لئے امریکہ کے آئزن ہاور نے ایک پنج نکاتی پروگرام پیش کیا - خروشیف کی تجویز سیکرٹری ایٹ اور ہمرشولڈ کے بارہ میں مسترد ہو گئی - اور کیا ہوا؟ کچھ نہیں ہوا - جو ہوا نہ ہوتا، تو اچھا تھا - امن امن اور تخفیف تخفیف کی آوازیں سن کر ہمارے کان پک گئے ہیں نہ امن کی ضمانت ہوتی ہے - نہ اسلحہ میں تخفیف - ہاں تجاویز ہوتی رہتی ہیں - چین کا مسئلہ کھٹائی میں پڑ گیا - فلسطین اور الجزائر کے لئے کیا ہونا تھا - اجلاس میں خروشیف حزب الاختلاف کا پارٹ ادا کرتا اور پھر سارے شرکاء اجلاس کو دو دھڑوں کی تائید و تردید کا شغل کرنا پڑتا - زیادہ سے زیادہ یہ کہ بعض غیر جانب دار نمایندوں نے بگڑی کو بنانے اور روٹھوں کو منانے کی سعی بھی جاری رکھی - مگر ان کو بھی کامیابی نہ ہوئی - ناصر اور نہرو وغیرہ بعض ممالک کے نمایندوں نے آئزن ہاور اور خروشیف کی ملاقات کرانے کی تجویز پیش کی -

مگر اس میں بعض ممبروں نے یہ ترمیم کی کہ فرانس برطانیہ امریکہ اور روس کے چار بڑوں کی کانفرنس پھر منعقد ہو - چونکہ یہ ترمیم اصل تجویز سے بالکل علیحدہ ایک نئی تجویز تھی - اس لئے اصل تجویز ہی واپس لے لی گئی - اور خروشیف اور آئزن ہاور روٹھے آئے اور روٹھے چلے گئے - بلکہ بعض جملوں سے تلخیوں میں اضافہ ہی ہوا - اگر اس اجلاس کی کارروائی کا نتیجہ سمجھنا ہو تو برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر میکمیلن کے ان الفاظ پر غور کریں -

"میں اس وقت اسمبلی میں زیر بحث اہم مسائل کے متعلق کچھ نہیں کہوں گا - میں نے ان کے متعلق چند روز پہلے اپنی تقریر میں ذکر کر دیا ہے - تاریخ میں ایسے دَور آتے ہیں - جب شکوک، دشمنی اور بے چینی کی فضا ہمیں مستقبل کے بارہ میں مایوس بنا دیتی ہے - دوسری طرف دنیا کی تقریباً ایک سو اقوام کے نمایندوں کو ایک جگہ مل کر بحث و مباحثہ کے ذریعہ اپنے مسائل کو حل کرتے دیکھ کر ایک خوشی کا احساس بھی ہوتا ہے -"

اس بیان کے پہلے نصف حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا یہ اہم اجلاس، شکوک، دشمنی اور بے چینی کی فضا میں شروع اور ختم ہوا -

ایک بات جو ہم پہلے سے سمجھتے تھے ضرور ہوئی وہ یہ کہ مختلف ممالک کے نمایندوں کو وہاں اکٹھے ہو کر خوب جوڑ توڑ اور مستقبل کے لئے منصوبہ بندی کرنے کے اچھے مواقع حاصل ہوئے -

ایک بات اور ہوئی اور وہ بہت اچھی ہوئی کہ الجزائر کا مسئلہ پہلی بار عالمی سطح پر زیر بحث آیا اور مختلف ممالک کی ہمدردی نے اس میں بڑی اہمیّت پیدا کر دی جس سے فرانس کے غلط موقف کی حقیقت بے نقاب ہو گئی -

ایک اور بات بھی خوش آیند تھی کہ نئے آزاد شدہ افریقی ممالک کی شرکت نے اقوام متحدہ کو دو بڑوں کی مخصوص جنگ کا اکھاڑا ہونے سے آزاد کر دیا - آیندہ اس میں ایک مضبوط غیر جانبدار ایشیائی اور افریقی گروپ کے اہم حصہ دار ہونے کی امید ہے -

---

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضورؐ خطبہ کس طرح پڑھتے تھے

عن جابر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خطب احمرت عیناہ و علا صوتہ و اشتد غضبہ حتی کانہ منذر جیش و یقول صبحکم و مساکم و یقول بعثت انا والساعۃ کھاتین و یقرن بین اصبعیہ السبابۃ و الوسطی رواہ مسلم۔

ترجمہ:- جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ پڑھتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں آواز بلند ہو جاتی اور سخت غضبناک ہوتے گویا آپ لوگوں کو لشکر سے ان الفاظ میں ڈرا رہے ہیں کہ دشمن کا لشکر تم کو صبح کے وقت لوٹے گا یا شام کو لوٹے گا۔ اور آپ فرماتے مجھ کو اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے اور یہ کہہ کر آپؐ درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی کو باہم ملاتے۔ جس کا مطلب یہ ہوتا کہ جس قدر ان دونوں انگلیوں کی لمبائی میں فرق ہے اتنا ہی مجھ میں اور قیامت میں فرق ہے۔

ایک خاص واقعہ

عن یعلی ابن امیۃ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرء علی المنبر و نادوا یا مالک لیقض علینا ربک متفق علیہ۔

ترجمہ:- حضرت یعلی بن امیہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ آیت پڑھتے سنا ہے۔ و نادوا یا مالک لیقض علینا ربک۔

جمعہ کی نماز کا بیان

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ادرک رکعۃ من الصلوۃ مع الامام فقد ادرک الصلوۃ متفق علیہ۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے امام کے ساتھ نماز کی ایک رکعت پائی اس نے پوری نماز پائی۔

جمعہ کے دو خطبوں کا بیان

عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب خطبتین کان یجلس اذا صعد المنبر حتی یفرغ اراہ المؤذن ثم یقوم فیخطب ثم یجلس و لا یتکلم ثم یقوم فیخطب رواہ ابوداؤد۔

ترجمہ:- حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے پڑھتے تھے۔ اوّل آپؐ منبر پر جا کر بیٹھتے۔ پھر جب مؤذن اذان سے فارغ ہو جاتا تو آپؐ کھڑے ہوتے اور خطبہ پڑھتے پھر (ایک خطبہ پڑھ کر) بیٹھ جاتے اور کوئی بات نہ کرتے پھر کھڑے ہوتے اور (دوسرا) خطبہ پڑھتے۔

امام کی طرف منہ کرنے کا ذکر

عن عبد اللہ بن مسعود قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا استوی علی المنبر استقبلناہ بوجوھنا رواہ الترمذی۔

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھ جاتے تو ہم لوگ اپنے منہ آپؐ کی طرف کر لیتے۔

خطبہ کھڑے ہو کر پڑھو

عن جابر بن سمرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب قائما ثم یجلس ثم یقوم فیخطب قائما فمن نبأک انہ کان یخطب جالسا فقد کذب فقد واللہ صلیت معہ اکثر من الفی صلوۃ رواہ مسلم۔

ترجمہ:- حضرت جابرؓ بن سمرہ کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ پڑھتے پس جو شخص تجھ کو یہ خبر دے کہ آپ بیٹھ کر خطبہ پڑھتے تھے وہ جھوٹا ہے تحقیق میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار نمازوں سے زیادہ پڑھی ہیں۔

عن کعب بن عجرۃ انہ دخل المسجد و عبد الرحمن بن ام الحکم یخطب قاعدا فقال انظروا الی ھذا الخبیث یخطب قاعدا و قال اللہ تعالی و اذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا و ترکوک قائما رواہ مسلم۔

ترجمہ:- حضرت کعب بن عجرہؓ کہتے ہیں کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے۔ اور عبدالرحمن ام الحکم اس وقت بیٹھے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس خبیث کو دیکھو بیٹھا ہوا خطبہ پڑھ رہا ہے۔ حالانکہ خداوند تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے:- و اذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا و ترکوک قائما یعنی جس وقت دیکھتے ہیں سوداگری یا کھیل کود کرتے ہیں اس کی طرف اور تجھ کو کھڑا (خطبہ پڑھتا) چھوڑ جاتے ہیں۔

خطبہ کے وقت ہاتھوں کو جنبش نہ دو

عن عمارۃ بن رویبۃ انہ رای بشر بن مروان علی المنبر رافعا یدیہ فقال قبح اللہ ھاتین الیدین لقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یزید علی ان یقول بیدہ ھکذا و اشار باصبعہ المسبحۃ رواہ مسلم۔

ترجمہ:- حضرت عمارہ بن رویبہؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے بشر بن مروان کو منبر پر ہاتھ بلند کئے ہوئے دیکھا (جس طرح واعظ ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہیں) تو کہا بُرا کرے اللہ ان ہاتھوں کو تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس سے زیادہ اشارہ نہ فرماتے تھے۔ یہ کہہ کر انہوں نے شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔

خطبۃ یوم الجمعۃ ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۰ء

از:۔ جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

(الآیۃ سورۃ الحشر رکوع ۱)

ترجمہ:۔ اور جو کچھ تمہیں رسول دے اُسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو

قسط دوم ۲ اور اس کے ۲ دو حصے ہیں

حصہ اول کے شواہد

یعنی روزہ کی متعلقہ احادیث

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے تو دروازے آسمان کے کھولے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے۔ کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

دوسری حدیث

عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِیَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ یُّسَمَّى الرَّیَّانَ لَا یَدْخُلُهٗ اِلَّا الصَّآئِمُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ:۔ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بہشت میں آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازے کا نام ریان ہے۔ اس میں سے فقط روزہ دار داخل ہوں گے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

جو شخص

بہشت کے اس دروازے سے داخل ہونا چاہتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ روزے رکھے۔

تیسری حدیث

ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس شخص نے عقیدت اور ایمان کے ساتھ اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے روزہ رکھا اس کے تمام پہلے گناہ بخشے جائیں گے اور جو شخص کھڑا ہوا۔ یعنی عبادت کی۔ تراویح پڑھیں اور شب قدر کو جاگا۔ یا تلاوت قرآن مجید کی۔ یا طواف (عمرہ) کیا۔ رمضان میں عقیدت و ایمان کے ساتھ۔ اور ثواب حاصل کرنے کی غرض سے۔ اس کے پہلے تمام گناہ بخشے جائینگے۔

حاصل

شرائط مذکورۃ الصدر کے ساتھ روزہ رکھا۔ تو اس شخص کے تمام پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس جس شخص نے رمضان شریف کی راتوں میں عبادت کی۔ اس کے بھی پہلے گناہ تمام بخش دیئے جائیں گے۔ و ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشآء۔

چوتھی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ یَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُؤٌ صَآئِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انسان کے ہر نیک عمل کا ثواب زیادہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح کہ ایک ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔ یہاں تک کہ سات سو گنا تک یہ ثواب پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ روزہ کا ثواب اس سے بھی بالاتر ہے اس لئے کہ روزہ صرف میرے لئے ہے۔ یعنی بندہ اس کو صرف میری خوشنودی کے لئے رکھتا ہے۔ اور میں اس کی جزا دوں گا۔ (روزہ دار) اپنی خواہشات کو چھوڑتا ہے اور اپنے کھانے کو صرف میری خوشی کے لئے۔ اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت اور دوسری خوشی اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے کے وقت۔ اور روزہ دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔ اور روزہ ڈھال ہے۔ (کہ اس کے سبب سے دنیا میں بندہ شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے)، اور جب تم میں سے کسی

ایک کا روزہ ہو۔ تو وہ نہ تو فحش باتیں کرے اور نہ بیہودگی سے چلائے۔ اور اگر اس کو کوئی بُرا کہے۔ یا اس سے کوئی لڑنے کا ارادہ کرے۔ تو وہ اس سے کہہ دے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔ (مجھ کو بُرا کہنا یا کسی سے لڑنا زیبا نہیں ہے ۔)

پانچویں حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَیْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَ مَرَدَةُ الْجِنِّ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَ یُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَ یَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَ لِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَ ذٰلِكَ كُلَّ لَیْلَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جس وقت رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کا کوئی دروازہ بھی نہیں کھولا جاتا۔ اور جنّت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ بند نہیں رکھا جاتا۔ اور ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے۔ یہ کہ اے نیکی کے طالب نیکی کی طرف متوجہ ہو اور اے برائی کا ارادہ رکھنے والے برائی سے باز رہو۔ اور اللہ (تعالےٰ) اس مبارک مہینہ میں بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور اس طرح ہر رات کو ہوتا ہے۔ (یعنی منادی کرنے والا روزانہ رات کو یہ اعلان کرتا ہے۔)

چھٹی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ صِیَامَهٗ تُفْتَحُ فِیْهِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَ تُغْلَقُ فِیْهِ اَبْوَابُ الْجَحِیْمِ وَ تُغَلُّ فِیْهِ مَرَدَةُ الشَّیَاطِیْنِ لِلّٰهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَیْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ النَّسَائِیُّ۔

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ تمہارے پاس رمضان کا بابرکت مہینہ آیا ہے جس کے روزے خدا نے تم پر فرض کئے ہیں اس مہینہ میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور سرکش شیطانوں کو طوق پہنایا جاتا ہے۔ اس مہینہ میں خدا کی ایک خاص رات ہے۔ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو شخص اس کی بھلائی سے محروم رہا۔ ہر بھلائی سے محروم رہا۔

ساتویں حدیث

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ وَ یَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ فَیُشَفَّعَانِ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ:۔ عبداللہؓ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ رمضان اور قرآن بندہ کی سفارش کریں گے۔ چنانچہ روزہ یہ کہے گا۔ کہ اے پروردگار میں نے اس کو کھانے اور خواہشات سے دن میں روکے رکھا۔ پس اس کے لئے میری سفارش کو قبول فرما۔ اور قرآن یہ کہے گا۔ کہ میں نے اس کو رات کی نیند سے باز رکھا۔ یعنی سونے نہیں دیا۔ پس اس کے حق میں میری سفارش قبول کر۔ پس اُن کی سفارشیں قبول کی جائیں گی۔

آٹھویں حدیث

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِیْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِیَامَهٗ فَرِیْضَةً وَ قِیَامَ لَیْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَیْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَ مَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَ هُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَ شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَ شَهْرٌ یُزَادُ فِیْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَ كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَیْءٌ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَیْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْطِی اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَ مَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَةً لَا یَظْمَاُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَ هُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَ اَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَ اٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْكِهٖ فِیْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ:۔ سلمانؓ فارسی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ شعبان کے آخری دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا۔ اور فرمایا کہ اے لوگو۔ ایک بڑے مہینہ نے تم پر سایہ ڈالا ہے۔ جو بڑا بابرکت مہینہ ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے۔ کہ اس میں ایک رات ہے۔ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت نفل قرار دی ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی سے خدا کا قرب تلاش کرے یعنی خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نفل عبادت کرے۔ اس کا ثواب اتنا ہی ہوتا ہے۔ جتنا رمضان کے مہینہ کے سوا دوسرے مہینوں میں ستّر فرض ادا کرنے کا ثواب۔ اور یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا ثواب جنّت ہے۔

اور یہ مہینہ غمخواری کا ہے۔ یہ مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے۔ جس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے وہ اس کے لئے گناہوں کی بخشش کا باعث ہوتا ہے۔ اور دوزخ کی آگ سے نجات کا ذریعہ اور روزہ دار کے ثواب کے برابر اس کو ثواب ملتا ہے اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ہم نے پوچھا۔ یا رسول اللہؐ سب کے پاس اتنا سامان نہیں ہے کہ اس سے ہم روزہ داروں کے روزے افطار کرائیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرماتا ہے۔ جو لسّی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے کسی کا روزہ افطار کرائے اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پانی پلائے گا۔ کہ پھر کبھی اس کو پیاس نہیں لگے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں جائے اور یہ مہینہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کی ابتدا رحمت ہے۔ درمیان میں مغفرت اور آخر میں دوزخ سے نجات ہے۔ اور جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے غلام (روزہ دار سے) کم کام لیا۔ اور اس کے کام میں تخفیف کر دی۔ اللہ (تعالیٰ) اسے بخشتا ہے۔ اور دوزخ سے نجات دیتا ہے۔

حصہ دوم کے شواہد

یعنی حج کی متعلقہ احادیث

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ عَلَیْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَكُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلٰثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِیْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِیَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَیْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَیْتُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ کہ ہم لوگوں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا۔ اور فرمایا۔ لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ ایک شخص نے پوچھا۔ یا رسول اللہ۔ کیا ہر سال ہم حج کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش رہے یہاں تک کہ اس شخص نے یہ بات تین مرتبہ کہی۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ اگر میں کہہ دوں کہ ہاں۔ تو البتہ حج ہر سال فرض ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ تم مجھے چھوڑ دو۔ جب تک کہ چھوڑوں میں تم کو (یعنی مجھ سے یہ نہ پوچھو۔ کہ یہ فعل کتنا ہے اور کیسا ہے۔ جبتک میں خود تم سے بیان نہ کردوں۔ اس لئے کہ وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے کثرت سوال اور اپنے انبیاءؑ کے متعلق باہمی اختلاف کے سبب ہی سے ہلاک ہوتے تھے۔ جب میں تم کو کسی بات کا حکم دوں۔ تو اپنی قوت کے موافق اس کو ادا کرو۔ اور جب میں تم کو کسی بات سے منع کروں۔ تو تم اس کو چھوڑ دو۔

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرمائیں۔ اس پر بلا کم و کاست عمل کریں اور جس چیز سے روکیں مسلمان کا فرض ہے کہ رک جائے۔ علت پوچھنے کی ضرورت نہیں۔

دوسری حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ كَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے حج کرے۔ اور اس میں (اپنی بیوی سے) صحبت نہ کرے۔ یا بیہودہ کلام نہ کرے۔ اور فسق (یعنی گناہ کبیرہ) نہ کرے۔ تو وہ (حاجی ایسا پاک وصاف) ہو کر آتا ہے۔ گویا آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہے۔

ایسے ہی حج

کو حج مبرور کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسا حج ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اللہ العٰلمین

تیسری حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَیْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنے سے دونوں کے درمیان کے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اور حج مبرور اس کی جزاء سوائے بہشت کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔

کیسے خوش نصیب

ہیں۔ وہ لوگ۔ جن کو اللہ تعالیٰ حج مبرور کی توفیق عطا فرمائے۔ و ذٰلك فضل الله یؤتیه من یشاء و الله ذوالفضل العظیم۔

چوتھی حدیث

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُمْرَةً فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ:۔ عبداللہؓ بن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق رمضان میں عمرہ کرنا (اس کا ثواب) حج کے برابر ہے۔

جن لوگوں

کو رمضان مبارک میں عمرہ نصیب ہو جائے۔ وہ کیسے مبارک لوگ ہیں۔ اللّٰھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ۔

پانچویں حدیث

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ امْرَاَةً مِّنْ خَثْعَمٍ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِیْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِی الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِیْ

شیئًا لبیرًا لا یثبت علی الرّاحلۃ افاحج عنہ قال نعم و ذالک فی حجۃ الوداع متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ (قبیلہ) خثعم کی ایک عورت نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ اللہ تعالیٰ کے حج فرض نے میرے بوڑھے باپ کو پالیا (یعنی خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں پر حج کو فرض کیا ہے۔ اور وہ فرض میرے باپ پر اس وقت عائد ہوا ہے۔ جبکہ وہ بوڑھا ہو چکا ہے اور) سواری پر نہیں چل سکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج (حجۃ الوداع) کا واقعہ ہے۔

چھٹی حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَ اِنَّھَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ عَلَیْھَا دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَیْنَ اللّٰہِ فَھُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ پس کہا۔ تحقیق میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی۔ اور تحقیق وہ (نذر ادا کئے بغیر) مر گئی ہے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر اس پر قرض ہوتا کیا تو اس کو ادا کرتا۔ کہا ہاں (ادا کرنا پڑتا) آپ نے فرمایا۔ پس تو اس کی طرف سے (اللہ تعالیٰ) کا قرض ادا کر۔ پس یہ قرض ادا کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے
(اقبال)

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

رُوحانی امراض سے حفاظت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بعد

اس حلقۂ ذکر میں شامل ہونے والے احباب کو مبارکباد دیتا ہوں ۔ اگر نیت خالص ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو تو اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ سب کو بخش دیتا ہے حدیث شریف میں آتا ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ اگر نیت خالص ہو گی تو بخشا جائیگا اور اگر کسی اور نیت سے آئیگا تو بخشا نہیں جائیگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔ اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفَا۔ کریم جب وعدہ کرتا ہے تو اُسے پُورا کرتا ہے ہماری بد اعمالی کی وجہ سے اگر کسر رہ جائے تو رہ جائے لیکن خدا تعالیٰ ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ جو لوگ بڑے مقصد لیکر آئیں گے اُنکو بخشش کا تمغہ عطا نہ کریگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق ہمیں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حدیث شریف

میں آتا ہے۔ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ۔ ترجمہ:۔ جو جان بوجھ کر نماز ترک کریگا وہ کافر ہو جائیگا۔۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ مومن کے لئے ہے۔ جو خدا تعالیٰ کا مخالف ہے اور منکر ہے اُس سے وعدہ نہیں ہے۔ غلطی اِدھر سے ہو گی اُدھر سے نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو ضرور نبھائیگا اور ہمیں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں چار پانچ جمعرات سے روحانی بیماریوں کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مجھے اپنی اُمت میں

سب سے بڑا خطرہ

چھوٹے شرک کا ہے اور چھوٹے شرک سے مراد ریاءً یعنی دکھلاوا ہے۔ حسد، بغض، کبر، بخل، اسراف ریاء سب مہلک روحانی امراض ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ م بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ط (سورۃ یوسف پ۱۳ آیت ۵۳) ترجمہ:۔ بیشک نفس تو برائی سکھاتا ہے۔ مگر جس پر میرا رب مہربانی کرے۔" دشمن سے اپنے آپ کو بچائیں گے تو محفوظ رہیں گے وہ دشمن ہر انسان کے ساتھ نفس امّارہ ہے۔ سمجھدار سمجھ لیتے ہیں اصل میں شیطان کا وار ہوتا ہے اس کو عام آدمی تمیز نہیں کر سکتا۔ میں، بچپن، طفولیت شباب اور کہولت دیکھ چکا ہوں میری عمر ۷۵ سال ہے۔

مجھے سب تجربہ ہے

ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہے۔ شیطان ایسا بے ایمان ہے کہ پتہ بھی نہیں لگنے پائے گا۔ کہ وہ ریاء لائیگا۔ کبھی کبر لائیگا۔ کبھی حسد لائیگا۔ آدمی سمجھتا ہے کہ یہ نفسانی خیالات ہیں حالانکہ وہ شیطانی حملہ ہوتا ہے ۔۔ گھر جاتے ہیں بھوک لگی ہوئی ہے۔ مگر بیوی نے روٹی نہیں پکائی دل چاہتا ہے کہ جوتا اُٹھا کر اُس کو ماروں۔ بیوقوف ہوگا تو بال بچوں سے لڑیگا۔ تربیت یافتہ ہوگا تو اسکو شیطان کا حملہ سمجھے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ جس شخص کا سلوک گھر والوں سے اچھا ہے وہ اچھا ہے ۔۔ یہ سب چیزیں روزانہ پیش آتی ہیں۔ آپ اپنے نفس کے خود نگران ہیں ۔۔ حسن تدبیر اور عقلمندی سے رہینگے تو معلوم ہوگا کہ شیطانی القاء ہے یا رحمانی ۔۔ آپ اپنا محاسبہ اپنی حفاظت نہیں کرینگے تو شیطان کے پنجہ میں پھنس جائیں گے ۔۔ امّارہ کا مطلب ہے بڑا ہی حکم کرنیوالا ہے ۔۔ بُرائی کا ۔۔ شیطان لعین حسد کبر، ریاء، عجب، بخل وغیرہ روحانی امراض میں پھنسا کر مردود کر دیگا۔ جب مرینگے تب پتہ چلے گا کہ خدا تعالیٰ کی رضاء کے مطابق مرے ہیں یا نفس امّارہ کے پھندے میں مرے ہیں۔ اس وقت افسوس ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس امتحان گاہ میں پیدا ہی نہ کرتا تو بہتر تھا۔

شیطان دشمن

ہر وقت ہر عورت ہر مرد کے ساتھ ہے۔ عورت کو گمراہ کرتا ہے جو مرد کہتا ہے اس کی اطاعت نہیں کرتی۔ مرد کی پرواہ نہیں کرتی۔ مرد کو گمراہ کرتا ہے کہ وہ غصہ میں آ کر مار پیٹ کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ

وَبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ط فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ط (الآیۃ سورۃ النساء، پ ۵ آیت ۳۴)

ترجمہ :- مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس واسطے کہ اللہ نے ایک کو ایک پر فضیلت دی اور اس واسطے کہ انہوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔ پھر جو عورتیں نیک ہیں، وہ تابعدار ہیں، مردوں کی پیٹھ پیچھے اللہ کی نگرانی میں (ان کے حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں ——۔ یعنی عورت مرد کے پس پشت دو چیزوں کی حفاظت کرتی ہے۔ ایک مرد کے مال کی اور دوسرے مرد کی عزت کی حفاظت کرتی ہے۔

پنجابیوں نے غلط سمجھ رکھا ہے کہ لڑکی بھی کمائے اور لڑکا بھی کمائے۔ لڑکی بی، اے بی ٹی کرکے ہیڈ مسٹرس بن جائے اور لڑکا ایم، اے کرکے کسی کالج کا پرنسپل بن جائے۔ مرد پشاور ہیں اور عورت کوئٹہ ہیں۔ جب دو ماہ کی چھٹیاں ہوں گی تب ملیں گے۔

انگریزی تعلیم میں خوفِ خدا کو —— حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا گیا ہے

نتیجہ یہ ہوگا مرد ادھر بدکاری کا مرتکب ہوگا اور عورت ادھر تسکین تلاش کرے گی۔ اور پھر یہ لوگ قیامت کے دن شکایت کریں گے۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَا اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ (سورۃ الاعراف ۸۴ - پ ۲۲)

ترجمہ :- اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

کبراءنا سے مراد ابّا اور امّاں ہی ہیں۔ یہ بیٹوں اور بیٹیوں کی بددعائیں ہیں کہ ان بے ایمانوں نے ہمیں دنیا کمانا تو سکھایا۔ لیکن دین نہ سکھایا! اگر نیک بیٹے ہوں گے تو قبر میں ایک شخص کے درجے بلند ہو جائیں گے۔ وہ پوچھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیرے بیٹے نے تیرے لئے دعا کی ہے۔ کیا انگریز نے تمہیں دعائیں سکھائی ہیں؟ - نہ پھر دنیا میں آنا ہے اور نہ پھر نیک اعمال کمانا ہے۔ یہ اتمام حجت ہو رہا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہ کر سکو گے کہ ہمیں تو کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہ تھا۔ ہمیں تو تیرا راستہ کسی نے دکھایا ہی نہ تھا۔

اپنا محاسبہ

کیا کیجئے کہ خیال گیا آیا ہے کہیں ریاء تو نہیں۔ بخل تو نہیں یہ للّٰہی ہے یا شیطانی ہے۔ خدا جانے روزانہ کتنے گناہ کراتا ہے نفس امّارہ حکم کرنے والا ہے بُرائی کا۔ ہر بات میں حکم الٰہی کے خلاف چلائے گا کہیں اسراف کرائے گا۔ تو کہیں بخل لائے گا۔ قلی مزدوری مانگے تو دو من بوجھ اٹھوا کر دو آنے دیتے ہیں اور لاہور سے کراچی تک کئی ڈبے سگریٹ پھونک جاتے ہیں یہ اسراف ہے۔ مزدور پر ظلم کرکے آئے وہ بد دعائیں دیتا گیا۔ یہ بخل ہے۔

اور حماقت

دیکھیئے۔ فقیر نے خدا کے نام پر سوال کیا تو جو کتے کو ڈالنا تھا وہ فقیر کو دے دیا۔ یہ خدا کے نام کی توہین ہے۔ اگر کوئی دنیادار آیا ریاکاری کے لئے اسکا کھانا بافراط پکائیں گے۔ دل میں محبت ہو نہ ہو ریاکاری اور خوشامد کے طور پر کھانا کھلاتے ہیں۔

دنیادار سمجھتے نہیں کہ کیا ہو گیا۔ ریا حسد، کبر خود غرضی، اسراف اور بخل وغیرہ بیماریاں قبر تک ساتھ جائیں گی۔ قبر سے پہلے پہلے دارالعمل اور آگے دارالحساب ہے۔ جن کی تربیت کسی نے نہیں کی انکو پتہ بھی نہیں چلتا۔ شیطان انسان کے ساتھ ہر وقت لازم و ملزوم ہے، موجود ہے۔ ان بیماریوں میں آپ کو مبتلا کرتا رہیگا ان روحانی بیماریوں سے متنبہ ہونا چاہیئے کیا کبھی کسی پروفیسر نے ان بیماریوں پر تقریر کی؟ انگریز کے نصاب تعلیم میں ان بیماریوں کا ذکر تھا؟

دولت مندی

خدا کی رضا کی دلیل نہیں ہے۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ آزمائش کے لئے دولت دیتا ہے۔ فرعون کو بہت زیادہ دولت دی تھی۔ دنیا میں خوب مزے اڑا لو۔ یہ مت سمجھو۔ کہ جو غریب ہے، وہ ذلیل ہے۔ کسی غریب کو ذلیل کر رہے ہیں گالی دے رہے ہیں یہ کبر ہے۔ ان بیماریوں میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے بعد حضورؐ کی اُمّت بکثرت گرفتار ہے۔ قبر میں جائیں گے تو قبر جہنّم کا گڑھا بنے گی۔

اللہ تعالیٰ سب کو حسن نیّت سے یہاں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان سب بیماریوں سے بچائے۔ اللہ ہو کا ذکر کرنے اور اس کے فوائد سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مسکین مہمان آئے تو اس کو اللہ کے واسطے کھلاؤ۔ پیٹ بھر کر کھائے گا۔ اللہ اللہ کرے گا اور دعا دے گا۔ اگر دنیاداروں کو دکھلا دے اور نام نمود کی غرض سے کھلاؤ گے تو یہ ریاء یعنی شرک ہے۔ اس تعلیم سے سکول و کالج خالی ہیں۔ حتیٰ کہ عربی مدارس کے طالب علم بھی ریاء والی حدیث کو آدھے منٹ میں پڑھ جاتے ہیں۔ کیا اس کے پڑھنے سے اصلاح ہو جاتی ہے؟ مشق کریں گے تو پتہ چلے گا کہ یہ ریاء ہے ——!

اللہ تعالےٰ ان بیماریوں سے شفایاب ہو کر یہاں سے لے جائے اور دنیا میں رہنے کی سمجھ عطا فرمائے۔ انگریزی تعلیم میں خدا پرستی نہیں سکھائی جاتی تھی۔ انگریز کو خوش کرو گے تو پیسے دے گا۔ اللہ تعالیٰ انگریز کے وعدوں سے زیادہ اپنے وعدہ پر یقین رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سب کو جنّت نصیب فرمائے۔ سب کو شفایاب ہو کر یہاں سے لے جائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ -

---

جناب محمد شفیع عمرالدین صاحب (سانگھڑ)

اللہ تعالیٰ کی رضامندی

(۳)

رہبانیّت

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "یہ فقیری اور تارک دنیا بننا نصاریٰ نے رسم نکالی۔ جنگل میں تکیہ بنا کر بیٹھتے۔ نہ جورو رکھتے۔ نہ بیٹا۔ نہ کماتے۔ نہ جوڑتے۔ محض عبادت میں رہتے۔ خلق اللہ سے نہ ملتے۔ اللہ نے بندوں پر یہ حکم نہیں رکھا۔ مگر جب اپنے اوپر نام رکھا ترک دنیا کا۔ پھر اس پردے میں دنیا چاہنی بڑا وبال ہے۔

وَ رَهْبَانِيَّةَنِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ج۔ (الحدید آیت ۲۷ کا جزء)

ترجمہ:۔ اور ترک دنیا جو انہوں (نصاریٰ) نے خود ایجاد کی۔ ہم نے وہ ان پر فرض نہیں کی تھی۔ مگر انہوں نے رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا۔ پس اسے نباہ نہ سکے جیسا نباہنا چاہیئے تھا۔

حاصل کلام ترکِ دنیا واجب نہ تھی۔ بلکہ نصاریٰ نے یہ بدعت خود ایجاد کی اور پھر اس کا حق ادا نہ کر سکے۔ الٹا دنیا میں پھنس گئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو:۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط (التوبہ آیت ۳۴)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! بہت سے عالم اور درویش اہل کتاب کھاتے ہیں مال لوگوں کے ناحق اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے۔

یعنی ترک دنیا کے بجائے ناجائز طور سے دنیا حاصل کرنے لگ گئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے بجائے الٹا لوگوں کو سیدھے راستہ سے روکنے لگے۔ جس نیک مقصد کے جذبے کے تحت رہبانیّت کی بدعت جاری کی تھی اس سے بہت دور نکل گئے۔ دنیا حاصل کرنے کی خاطر لوگوں کو غلط مسئلے بتلانے لگ گئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں نے خدائی احکام کو پس پشت ڈال دیا اور ان کے احکام پر چلنا شروع کر دیا۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (التوبہ آیت ۳۱)

ترجمہ:۔ انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے۔

اسلام ہمیں رہبانیّت اور ترکِ دنیا کی تعلیم نہیں دیتا۔ (لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْاِسْلَامِ)۔

حدیث:۔ حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ترک دنیا حلال کو حرام بنانے اور مال ضائع کرنے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ زُہد یہ ہے جو کچھ تیرے ہاتھوں میں ہے۔ (یعنی مال و دولت) اس پر بھروسہ نہ کر۔ بلکہ اس پر بھروسہ کر جو خدا کے ہاتھوں میں ہے۔ اور ترک دنیا یہ ہے کہ جب تجھ پر کوئی مصیبت پڑے تو تُو اس مصیبت میں ثواب کا طالب ہو اور یہ خواہش رکھ کہ یہ مصیبت باقی رہے اور ختم نہ ہو (تاکہ اس کا ثواب ہو۔ (مشکوٰۃ شریف باب توکل و صبر)

حدیث:۔ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَهْبَانِيَّةٌ وَهٰذِهِ الْاُمَّةِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (ابن کثیرؒ)

ترجمہ:۔ ہر امّت کے لئے رہبانیّت تھی۔ اس میری امّت کی رہبانیّت اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو یوں وصیّت فرمائی تھی:۔

(۱):۔ میں تمہیں تقویٰ کی وصیّت کرتا ہوں جو جملہ نیکیوں کا منبع ہے۔

(۲):۔ میں تمہیں جہاد کرنے کی تاکید کرتا ہوں۔ کیونکہ جہاد ہی اسلام کی رہبانیّت ہے۔

(۳):۔ اور اللہ کا ذکر اور تلاوت قرآن مجید تجھ پر لازم ہے۔ یہی تیری روح ہے آسمانوں میں اور تیرا ذکر زمین میں۔ (ابن کثیرؒ)

بیعت رضوان

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ط وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ (الفتح آیت ۱۸-۱۹)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ مسلمانوں سے راضی ہوا۔ جب وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ پھر اس نے جان لیا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا۔ پس اس نے ان پر اطمینان نازل کر دیا اور انہیں جلدی ہی فتح دے دی اور بہت سی نعمتیں بھی دے گا۔ جنہیں وہ لیں گے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

ذی قعدہ ۶ھ ہجری کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینہ شریف سے مکہ مکرمہ کی طرف عمرہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ جب حدیبیہ کے کنوئیں پر منزل انداز ہوئے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ مکرمہ میں سردارانِ قریش کی طرف روانہ فرمایا کہ انہیں مطلع کیا جائے کہ ہم صرف عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔

اس کے بعد مسلمانوں میں ایک غلط افواہ اُڑ گئی کہ کفّارِ مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہزار چار سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کیکر کے درخت کے نیچے اس امر کی بیعت لی کہ ہم جہاد کرتے کرتے مر جائیں گے۔ مگر پشت نہ دکھائیں گے۔ یہ بیعت... بیعتِ رضوان کے نام سے مشہور ہے۔

بعد میں پتہ چلا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ غلط تھی۔ کفار نے صلح کر لی۔ جنگ کی نوبت نہ آئی۔ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو اپنی زندگیاں پیش کر دیں وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا باعث بنیں۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں۔ "اور حضرتؐ نے فرمایا اس بیعت والا کوئی نہ جاوے گا دوزخ میں۔"

سبحان اللہ۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی تلاش کرنے والوں کے خصائل

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ

مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط
(الفتح آیت ۲۹)

ترجمہ:- محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں۔ آپس میں رحم دل ہیں۔ تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع و سجود کر رہے ہیں۔ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں ان کی شناخت ان کے چہروں میں سجدہ کا نشان ہے۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانیؒ

(۱) "یعنی کافروں کے مقابلہ میں سخت مضبوط اور قوی، جس سے کافروں پر رُعب پڑتا اور کفر سے نفرت و بیزاری کا اظہار ہوتا ہے:-

قال اللہ تعالیٰ - وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً (توبہ رکوع ۱۶)

ترجمہ:- اور چاہیئے کہ وہ (کفار) تم میں سختی پائیں۔

و قال اللہ تعالیٰ - وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط (توبہ ع ۱۰)

ترجمہ:- اور ان پر سختی کر۔

و قال اللہ تعالیٰ - اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ز (مائدہ رکوع ۸)

ترجمہ:- مسلمانوں پر نرم دل ہوں گے اور کافروں پر زبردست۔"

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "جو تندی اور نرمی اپنی خو ہو وہ سب جگہ برابر چلے۔ اور جو ایمان سے سنور کر آئے وہ تندی اپنی جگہ اور نرمی اپنی جگہ۔"

علماء نے لکھا ہے کہ کسی کافر کے ساتھ احسان اور حسن سلوک سے پیش آنا اگر مصلحت شرعی سے ہے، کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر دین کے معاملہ میں وہ تم کو ڈھیلا نہ سمجھے۔

(۲):- یعنی اپنے بھائیوں کے ہمدرد، مہربان، ان کے سامنے نرمی سے جھکنے والے، اور تواضع و انکسار سے پیش آنے والے۔ "حدیبیہ" میں یہ دونوں شانیں چمک رہی تھیں۔ "اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ"

(۳):- یعنی نمازیں کثرت سے پڑھتے ہیں جب دیکھو رکوع و سجود میں پڑے ہوئے اللہ کے سامنے نہایت اخلاص کے ساتھ وظیفہ عبودیت ادا کر رہے ہیں۔ ریاء و نمود کا شائبہ نہیں۔ بس اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش ہے۔

(۴):- یعنی نمازوں کی پابندی خصوصاً تہجد نماز سے ان کے چہروں پر خاص قسم کا نور اور رونق ہے۔ گویا خشیت و خضوع اور حسن نیت و اخلاص کی شعاعیں باطن سے پھوٹ پھوٹ کر ظاہر کو روشن کر رہی ہیں۔ حضرتؐ کے صحابؓ اپنے چہروں کے نور اور متقیانہ چال ڈھال سے لوگوں سے الگ پہچانے جاتے تھے۔" اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ -

حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔ "ایک زرّیں اصول جس سے مسلمان ہمیشہ غالب رہ سکتے ہیں۔"

سرگوشی

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ط وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝
(النسآء آیت ۱۱۴ - ع ۱۷)

ترجمہ:- ان کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔ ہاں اگر کوئی پوشیدہ طور پر صدقہ کرنے یا کسی نیک کام کرنے یا لوگوں میں صلح کرانے میں کی جائے تو یہ بھلی بات ہے۔ اور جو شخص یہ کام اللہ کی رضا جوئی کے لئے کرے تو ہم اُسے بڑا ثواب دیں گے۔

یعنی انسانوں کی اکثر باتیں خیر و خوبی سے خالی ہوتی ہیں۔ مگر تین قسم کی باتیں خیر و خوبی اور اجر عظیم کا باعث ہیں وہ یہ ہیں:-

(۱):- پوشیدہ طور پر خیر خیرات کرنا۔
(۲):- نیک کام کی تلقین کرنا۔
(۳):- لوگوں میں صلح کرانے کی غرض سے بات چیت اور سرگوشی کرنا۔

(۱) پوشیدہ طور پر صدقہ کرنا

حدیث:- حضرت جابرؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہر نیکی صدقہ ہے اور یہ امر بھی نیکی میں داخل ہے کہ اپنے چہرہ کو بشاش بنا کر تو اپنے بھائی سے ملاقات کرے۔ اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی بھر دے۔ (مشکوٰۃ)

(۲) امر معروف کرنا

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خیر اُمت (سب اُمتوں سے بہتر اُمت) کے خطاب سے نوازا ہے۔ اور ان کی ایک خصوصیت یہ بیان فرمائی ہے:-

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ (آل عمران آیت ۱۱۰)

یعنی اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو۔

حدیث:- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِّنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ - (مشکوٰۃ)

ترجمہ:- حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں۔ کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ (دو باتوں میں سے ایک ضرور ہو گی۔ یعنی یا تو) تم البتہ نیک باتوں کا حکم اور بُری باتوں کی ممانعت کرتے رہو گے۔ (اور یا) عنقریب اللہ تم پر عذاب نازل فرمائے گا۔ اور تم اس وقت خدا کو پکارو گے۔ (دعا کرو گے) اور تمہاری دعا قبول نہ ہو گی۔

(۳) اصلاح بین الناس) لوگوں کے درمیان صلح کرانا

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ - (الحجرات آیت ۱۰)

ترجمہ:- بے شک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ سو اپنے بھائیوں میں صلح کرا دو۔

حدیث:- حضرت ابی درداؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تم کو وہ عمل بتا دوں۔ جس کے ثواب کا درجہ روزہ، صدقہ اور نماز کے ثواب سے زیادہ ہے۔ ہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا (وہ عمل) دو مسلمانوں میں صلح کرانا ہے اور جو شخص دو مسلمانوں کے درمیان فتنہ و فساد پیدا کرے وہ مونڈنے (یعنی دین میں خلل ڈالنے) والا ہے۔ (مشکوٰۃ)

دُعا

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ

اَلَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ٥

(النمل آیت ۱۹)

ترجمہ:- اے رب میرے مجھے توفیق دے کہ میں تیرے احسان کا شکر کروں۔ جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور یہ کہ نیک کام کروں۔ جو تو پسند کرے۔ اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کرے۔ آمین۔

---

(۱) وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ خدا کے نزدیک آخرت کی خوشی تو پرہیزگاروں کیلئے ہے اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ۔ متقی و پرہیزگار بہشتوں اور چشموں میں مزے اڑائیں گے۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ۔ پرہیزگار جنت کی نعمتوں سے مسرور ہونگے۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ۔ متقی لوگ بے کھٹکے مقام میں ہونگے جہاں کسی قسم کا فتنہ و فساد نہ ہوگا۔ و ڈر نہیں ہوگا۔ — گویا ان آیات کا خلاصہ و مطلب یہ ہے کہ وہ قیامت کے روز دوزخ سے نجات پا جاویں گے۔

حکایت:- ایک دفعہ داؤد علیہ السلام حجرے میں بیٹھے ہوئے زبور شریف پڑھ رہے تھے کہ ایک سرخ کیڑا مٹی میں دیکھا دل میں کہا کہ اسکی پیدائش کی کیا ضرورت تھی یعنی اسکو حقیر خیال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو کلام کرنے کی اجازت دی وہ بولا کہ اے نبی اللہ میرا دن تو یوں گذرتا ہے کہ میں ہر ایک دن (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ) ہزار دفعہ کہتا ہوں اور رات کا یہ حال ہے کہ ہر ایک رات (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ) پڑھتا ہوں اب آپ فرمائیے کہ آپ کیا پڑھا کرتے ہیں کہ میں بھی فائدہ اٹھاؤں۔ پس داؤد علیہ السلام اس کیڑے کی حقارت سے نادم ہوئے اللہ سے ڈرے اور توبہ کی۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ جب کبھی گناہ کا ذکر سن لیتے تو بیہوش ہو جاتے اور ان کا دل ایسا جوش مارتا۔ کہ اس کی آواز دور دور تک سنائی دیتی۔ یہ حال دیکھ کر اللہ تعالےٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کے پاس بھیجا۔ کہ کیا کبھی دوست بھی دوست سے ڈرا کرتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے جبرائیل جب میں گناہوں کو یاد کرتا ہوں۔ اور اس کے عذاب کا خیال کرتا ہوں۔ تو خدا کی دوستی کو بھول جاتا ہوں۔

بیشک آنکھ، کان اور دل کے بارے میں باز پرس ہوگی۔　　(بنی اسرائیل)

محترمہ بیگم صاحبہ شیخ فرید احمد (گجرات)

خوفِ الٰہی

کسی بزرگ کا قول ہے کہ جسم کی سلامتی کم کھانے میں ہے اور روح کی نجات گناہ سے بچنے میں ہے اور دین کی سلامتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ہے۔

آیاتِ ذیل سے خدا کی خشیت ظاہر ہوتی ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

اے ایماندارو! اللہ سے ڈرو۔

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔

ہر ایک شخص کو ان اعمال کے ثواب کی انتظار کرنی چاہیئے جو اس نے قیامت کے لئے مہیّا کئے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اے انسانو! صدقہ و خیرات کرو اور اطاعت و عبادت بجالاؤ کہ قیامت کے روز اس کا ثواب پاؤ۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ٥

اور اللہ سے ڈرو کہ اللہ تمہارے نیک و بد اعمال سے خبردار ہے۔

کیونکہ فرشتے، آسمان، زمین، رات اور دن قیامت کے روز انسان کے نیک و بد اعمال اور اس کی اطاعت اور معصیت پر گواہی دیں گے۔ یہاں تک کہ خود انسان کے اعضاء بھی گواہ ہوں گے۔ زمین مومن و پرہیزگار کے واسطے گواہی دے گی اور کہے گی کہ اس نے مجھ پر نماز پڑھی اور روزہ رکھا۔ حج کیا۔ اور جہاد کیا تو مومن و زاہد خوش ہوگا۔ اور کافر و گنہگار پر گواہی دے گی اور کہیگی کہ اس نے مجھ پر شرک کیا۔ زنا کیا، شراب پی، اور حرام کھایا۔ پس خرابی ہے اس کی اگر خدا نے حساب و کتاب میں اسکی جانچ پڑتال کی۔

مومن وہ ہے جو اپنے تمام اعضاء سے اللہ تعالیٰ کا خوف کرے۔ فقیہ علامہ ابو اللیث نے کہا ہے کہ اللہ کے خوف کی علامت سات چیزوں سے ظاہر ہوتی ہے۔

(۱):- اوّل زبان جو جھوٹ، غیبت، بدگوئی، بہتان و بیہودہ کلام سے باز رہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر و تلاوتِ قرآن اور علم کے تذکرے میں مشغول رہے۔

(۲):- وہ دل جس میں عداوت و بہتان اور بھائیوں کا حسد نہ ہو۔ کیونکہ حسد نیکیوں کو نابود کر دیتا ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلْحَسَدُ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔

حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

حسد دل کی امراضِ عظیمہ میں سے ہے اور امراضِ روحانی و قلبی کا علاج صرف علم اور عمل ہی ہے۔

(۳):- نظر کہ اس سے حرام کھانے و پینے اور حرام لباس کی طرف نہ دیکھے اور دنیا کی طرف راغب نہ ہو۔ بلکہ آنکھ سے عبرت حاصل کرے اور جو چیز حلال نہیں ہے اسکی طرف نہ دیکھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ مَلَاَ عَیْنَهٗ مِنَ الْحَرَامِ مَلَاَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَیْنَهٗ مِنَ النَّارِ۔ جس نے اپنی آنکھ کو حرام سے پُر کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ کو قیامت کے روز آگ سے بھرے گا۔

(۴):- شکم جس میں حرام داخل نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی لقمہ حرام کا ابنِ آدم کے پیٹ میں پڑتا ہے۔ تو زمین و آسمان کے فرشتے اسکو لعنت کرتے ہیں۔ جبتک وہ لقمہ پیٹ میں رہتا ہے اور اگر اسی حالت پر مر جاوے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

(۵):- ہاتھ جو حرام کی طرف دراز نہ ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف ہو۔ کعب الاحبار سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبز زبرجد کی ایک عمارت پیدا کی ہوئی ہے جس کے ستّر ہزار مکان ہیں۔ ہر ایک مکان میں ستّر ہزار کمرے ہیں۔ اس گھر میں وہ داخل ہوگا جس پر حرام پیش کیا جاوے اور وہ خدا کے خوف سے چھوڑ دے۔

(۶):- قدم جو خدا کی معصیت میں نہ چلے بلکہ خدا کی اطاعت و رضامندی اور علماء صلحاء کی صحبت کے لئے چلے۔

(۷):- اطاعت و فرمانبرداری جو محض اللہ کی رضامندی کے لئے ہو جس میں ریاکاری و نفاق نام کو نہ ہو۔ جو شخص ایسا ہے وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے حق میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ (ج)

فرخ عبید ملک سٹوڈنٹ اینمل ہسبنڈری کالج و متعلم مدرسہ قاسم العلوم لاہور

روشن پہلو

۱۲ر اگست کے جریدہ میں ڈاکٹر محمد شبیر صاحب ہومیو پیتھ کا لکھا ہوا مضمون "گوشت خوری" کے زیر عنوان نظر سے گزرا۔

ڈاکٹر صاحب نے جو اثر صحابی پیش کی ہے وہ یہ ہے۔ مالك عن یحییٰ بن سعید ان عمر بن الخطاب قال ایاکم و اللحم فان له ضراوة کضراوة الخمر (مؤطا امام مالك) (مطبع مجتبائی صفحہ ۳۷۳)

ترجمہ: حضرت امام مالکؒ سے روایت ہے یحییٰ ابن سعیدؒ نے کہا کہ عمرؓ ابن الخطاب نے فرمایا خبردار رہو تم اور گوشت کی عادت ایسے ہے جیسے شراب کی۔

امام الازہری نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس کے کھانے والے کو عادت ہو جاتی ہے جیسے شراب پینے والے کو "جب وہ شراب کی عادت ڈال لے۔"

اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ کیا ہمارے ہاں کئی ہزاروں میں سے ایک شخص بھی ایسا ہے جسے گوشت کھانے کی عادت ایسی زیادہ ہو کہ وہ شراب پینے والوں کی طرح صبح بھی گوشت کھائے دوپہر بھی گوشت کھائے اور رات بھی گوشت ہی کھائے اور گوشت میں اس قدر محو ہو جائے جیسے کوئی شراب میں ہوتا ہے۔ ایسا آدمی تو آپ کو شاید ہی کہیں نظر آئے۔ اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے گوشت کھانے کی اس قدر برائیاں کیا معنے؟ عام لوگوں کو اوّل تو گوشت میسر ہی نہیں آتا اور جن کو میسر آتا ہے وہ دن میں ایک دفعہ۔ اس چیز کو بھی چھوڑیئے کہ ہفتہ میں گوشت کے دو ناغے بھی ہوتے ہیں۔ جب لوگوں کی یہ حالت ہے تو پھر گوشت کھانے کی اس قدر مخالفت کیوں کی گئی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے گوشت کھانے کی برائی میں مغربی دانشوروں کی بہت سی دلیلیں اور بیانات بھی لکھے ہیں۔ کیوں نہ ہم اس مسئلہ کے لئے اُس ہستی کی طرف رجوع کریں جو دنیا میں رحمت اور سلامتی کا پیغام لے کر مبعوث ہوئی اور جن کی عقلمندی، بڑائی اور دُور اندیشی میں کچھ بھی شک نہیں ہو سکتا۔ یہ ہستی سوائے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کون ہو سکتی ہے۔ ان سے استفادے کے لئے ہم حدیث شریف کو سامنے رکھ سکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں ایسے بہت سے واقعات آتے ہیں جن سے ہمیں آپ کو گوشت سے رغبت کا علم ہوتا ہے جیسے حضرت اُمِّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ انہوں نے پہلو کا گوشت بھنا ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضورؐ نے تناول فرمایا اور پھر بلا وضو کئے نماز پڑھی۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے (جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گوشت سے رغبت کے لئے ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہیں سے گوشت آیا۔ اس میں سے دست یعنی بونگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بونگ کا گوشت پسند تھا۔ حضورؐ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ گوشت کو دانتوں سے کاٹ کر کھایا کرو۔ اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے (شمائل ترمذی صفحہ ۹۴ - ۱۶)۔

اسی مضمون کی ایک حدیث شریف جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۶ پر بھی آتی ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بونگ کا گوشت کچھ لذت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ تھا بلکہ گوشت چونکہ گاہے گاہے پکتا ہے اور یہ جلدی گل جاتا ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پسند فرماتے تھے تاکہ جلدی سے فارغ ہو کر اپنے مشاغل میں مصروف ہوں (شمائل ترمذی صفحہ ۹۶، ۱۹)۔

اسی مضمون کی ایک حدیث جامع ترمذی جلد دوم میں بھی آتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پیٹھ کا گوشت (جسے ہمارے ہاں پٹھ کہتے ہیں) بہترین گوشت ہے (شمائل ترمذی صفحہ ۹۶، ۲۰)۔

حضرت عمرؓ نے بقر عید کے روز خطبہ سے پہلے عید پڑھی اور پھر خطبہ سنانے کے بعد کہا۔ اے لوگو! رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں عیدوں کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اوّل عید تو تمہارے روزہ کے افطار کا دن ہے اور دوسری تمہاری قربانی کا گوشت کھانے کا دن ہے (بخاری شریف صفحہ ۸۳۵ جلد دوم)

حضرت جابرؓ ابن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے حضور کے لئے بکری ذبح کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دلداری کے لئے اظہار مسرّت کے طور پر فرمایا۔ کہ بظاہر ان لوگوں کو یہ علم ہے کہ ہمیں گوشت مرغوب ہے۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اور بھی قصہ ہے جسے مختصر کر دیا گیا ہے۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۹۹ - ۲۸)۔

اِن احادیث کو پڑھ کر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ گوشت کتنی اچھی غذا ہے اور ہمارے محبوب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر مرغوب تھی۔ اب ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ گوشت فی الواقع کچھ اچھی خوراک نہیں، بالکل بے معنی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر گوشت اچھی چیز نہ ہوتی تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے خود پسند فرماتے یا اس کے استعمال سے ہمیں منع کیوں نہ فرماتے اِس لئے کسی طریقہ سے بھی ہم یہ ماننے کو تیار نہیں کہ گوشت اچھی خوراک نہیں۔

اس وقت جب مسلمانوں کو جسمانی طاقت اور صحت کی سخت ضرورت ہے گوشت کے استعمال سے اجتناب کا راستہ دکھلانا قابل تحسین کام نہیں۔ اسی صورت حال کو دیکھتے ہوئے مفتی مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ ہندوستان کے ہر مسلمان کو ہر چالیس دن میں ایک مرتبہ گائے کا گوشت کھانا چاہیئے۔

اگر گوشت کھانے کا روشن پہلو نظر انداز نہ کیا جائے تو میں یہ عرض کئے بغیر نہ رہ سکونگا کہ گوشت کا استعمال ایک طرح سے اشاعت اسلام میں داخل ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہمسایہ میں ایک ایسی قوم آباد ہے جو گوشت کھانے کو حرام قرار دیتی ہے۔ کیا ہمیں بھی اُن کی پیروی اختیار کر لینی چاہیئے۔ اور اسلام کے متوازن فائدہ مند اور صریح پرچار سے منہ موڑ لینا چاہیئے۔ میرے خیال میں کوئی معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا مسلمان بھی اس بات کو پسند نہ کرے گا۔

اب بجائے اِس کے کہ ہم گوشت کھانے کو ترک کر کے مسلمان کی روایتی بہادری، شجاعت دلیری اور ہمت کو خیرباد کہہ دیں۔ اگر ہم جانوروں کی افزائش نسل کی طرف پوری توجہ دیں اور وقتاً فوقتاً پھیلنے والی مہلک بیماریوں سے بچنے کی تدابیر اختیار کریں۔ جن کی وجہ سے ہمارے ملک کی بے انداز دولت بغیر کسی حساب کے ہی مٹی میں مل جاتی ہے اور ملک کی ۸۵ فیصد آبادی جو کہ مویشی رکھتے ہیں۔ اِس ہی قسم کی تعلیم کو فروغ

دیں تو اس سے صرف گوشت کی قلت ہی دُور نہ ہو جائے۔ بلکہ ہمیں جانوروں کی کھالوں اور اُون سے غیر ملکی زرِ مبادلہ کمانے کا فائدہ بھی حاصل ہو جائے۔

ڈاکٹر صاحب آگے چل کر فرماتے ہیں۔ "گوشت فی الواقع کچھ اچھی خوراک نہیں ہے"۔ جس کے ثبوت میں آپ لکھتے ہیں کہ سرطان گوشت کھانے والوں میں ہوتا ہے۔ حالانکہ دنیا میں کئی کینسر ریسرچ کمیٹیاں قائم ہونے کے بعد بھی ابھی تک اس کی کوئی ٹھوس وجہ دستیاب نہیں ہو سکی۔ جو کچھ ہمیں اس کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ وہ THEORIES یا اندازے کہلاتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ سرطان گوشت کھانے والوں میں ہوتا ہے بھی ایک اندازہ ہے۔ لیکن اس کے متعلق بھی بہت سے شبہات ہیں۔ جیسے ہندؤں میں جو کہ گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں بھی سرطان کے بہت سے کیس ریکارڈ کئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب جان لوڈ پروفیسر کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ "یہ یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ انسان "گوشت خور نہیں"۔

ایک اور ڈاکٹر کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ کہ انسان کے جسم کی ساخت گوشت خوری کے موافق نہیں۔ حالانکہ اگر آپ اپنے سامنے کے چار دانتوں کو چھوڑ کر ان کے طرفوں پر لگے ہوئے دانتوں پر دھیان دیں تو یہ نوکیلے اور تیز دانت ہیں۔ جو CANINES یا کتا دانت کہلاتے ہیں۔ ان دانتوں کا یہ نام درندوں سے گوشت خوری میں مطابقت کے لئے رکھا گیا ہے۔ ان دانتوں کی موجودگی سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو یہ دانت گوشت کھانے کے لئے ہی بخشے ہیں۔ دوسرے اگر آپ پروفیسر جان لوڈ کے فقرے پر دھیان دیں تو باسانی جان لیں گے کہ اس جگہ گوشت خور سے مراد مکمل طور پر درندوں کی طرح گوشت پر گزارہ کرنا ہے نہ کہ گوشت کو خوراک کے ایک جزو کے طور پر استعمال کرنا۔

آپ ڈاکٹر جے۔ ایچ کیلری کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ "گوشت انسان کے جسم میں زہر پیدا کرتا ہے"۔

میں ڈاکٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ کیا آپ گوشت کے اجزاء میں سے کسی ایسی چیز کا نام لے سکتے ہیں جسے زہر کہا جا سکے۔ یا کوئی ایسا عمل بتا سکیں۔ جس سے گوشت انسان کے جسم کے اندر جا کر زہر کی صورت اختیار کر سکے۔؟ اس کے علاوہ ایسا کوئی آدمی بھی آج تک سننے میں نہیں آیا۔ جسے گوشت کے زہر کی وجہ سے جان گنوانی پڑی ہو۔؟

ایک مؤرخ کے کہنے کے مطابق لکھتے ہیں "اگر گوشت کھانے والے لوگ حیوانات کو جن کا وہ گوشت کھاتے ہیں زندہ دیکھ لیتے۔ تو نفرت اور کراہت کرتے ہوئے اس کے کھانے سے پرہیز کرتے"۔ تو غرض یہ ہے کہ اس طرح نفرت دلانے کی بجائے یہ کیوں نہیں بتایا جاتا۔ کہ بیمار اور کمزور جانوروں کو چھوڑ کر تندرست اور صحت مند جانوروں کو گوشت کے حصول کے لئے استعمال کیا جائے۔

ڈاکٹر اے، سی سلیمن کے ذریعے موصوف راقم الحروف فرماتے ہیں۔ "گوشت کو کھا کر انسان سبزیات کی بگڑی ہوئی شکل کو کھاتا ہے۔" اس کے علاوہ وہ ان ناقص چیزوں کو بھی کھاتا ہے جو حیوانات میں پائی جاتی ہیں۔" گوشت کو اگر سبزیات کا جوہر کہا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔ بجائے اس کے کہ صرف نفرت دلانے کی غرض سے اسے سبزیات کی بگڑی ہوئی شکل کہا جائے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد ظریف خان دُرّانی۔ بی، وی، ایس، سی (پنجاب) ایم، ایس، سی (کارنیل)، پی، ایچ، ڈی، (کارنیل) کے کہنے کے مطابق مغربی ممالک میں گوشت کھانے کے زیادہ نقصانات صرف اس وجہ سے ہوتے ہیں۔ کہ وہاں گوشت کو بھوننے کی بجائے صرف اُبال کر استعمال کیا جاتا ہے۔ جس سے بیمار جانوروں کے گوشت کے جراثیم پوری طرح ہلاک نہیں ہوتے۔ اسکے برعکس مشرقی ممالک میں خصوصًا پاکستان میں گوشت کو اس قدر بھونا جاتا ہے کہ اس میں زیادہ تر جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے۔ کہ ہمارے ملک میں گوشت کی وجہ سے جراثیمی بیماریاں کم ہی دیکھنے میں آتی ہیں۔

ڈاکٹر موصوف کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ڈاکٹر اے، سی سلیمن کا بیان صرف مغرب والوں کے لئے ہے۔ لیکن ڈاکٹر دُرّانی صاحب کا بیان اصل حقیقت کو واضح کرتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے گوشت کے دو اثر لکھے ہیں۔ پہلا یہ کہ گوشت عارضی قوت پیدا کرتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ سستی اور کاہلی مسلط کرتا ہے۔ حالانکہ گوشت جب کھایا جاتا ہے تو جو حصہ جزو بدن بننا ہوتا ہے وہ جذب ہو جاتا ہے باقی فضلہ، پیشاب اور پسینہ وغیرہ کی صورت میں باہر نکل جاتا ہے۔ جیسا کہ ہر ایک خوراک کے ساتھ یہ ہی عمل ہوتا ہے۔ اس سے تو کہیں بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ گوشت اپنا اثر عارضی طور پر رکھ کر پھر دوبارہ واپس لے لیتا ہے۔

دوسری طرف گوشت کھانے سے سستی اور کاہلی کے خلاف زندہ مثال درندے ہیں جو گوشت کھا کر اپنی چستی اور چالاکی کی وجہ سے مشہور ہیں۔ جیسے شیر اور چیتا۔ ان کے مقابلہ میں گائے، بھینس اور گدھا اور ہاتھی وغیرہ کی چستی اور چالاکی گوشت کو چھوڑ کر سبزی وغیرہ پر گزارہ کرنے والے جانوروں کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے۔

آپ خود ہی اندازہ فرما سکتے ہیں کہ گوشت کو چھوڑ کر ڈاکٹر صاحب کے کہنے کے مطابق صرف سبزیات سے پروٹین حاصل کر کے مسلمان کس قدر حوصلہ، دلیری جذبۂ جاں فروشی، چستی اور صحت حاصل کر سکتے ہیں۔ اور کس قدر یہ نامور اور مشہور ڈاکٹر اور مؤرخ اپنے ان دعووں میں صادق ہیں۔

میرا خیال ہے۔ قارئین کرام اب گوشت کھانے کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھ گئے ہونگے۔

جناب ایم۔ عبدالرحمٰن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

ملعونین کون ہیں

لعنت کے معنی رحمت خداوندی سے دُور کرنا ہے۔ قرآن شاہد ہے۔ کہ سوائے کافر کے اور کوئی شخص خدا کی رحمت سے دوُر اور محروم نہیں رہیگا۔

لعنت دو قسم کی ہوتی ہے (۱) ذاتی (۲) وصفی۔

اہلسنت والجماعت کے مذہب میں ذاتی لعنت یعنی نام لے کر کسی پر لعنت کرنا سوائے اس کافر کے جس کا کفر نص صریح سے ثابت ہو، درست نہیں جیسے شیطان فرعون، ابوجہل وغیرہم کیونکہ اِن کا کفر بلاشبہ ثابت ہے۔ اس لئے ان کا نام لے کر لعنت کرنا دُرست ہے۔ لیکن ان پر بھی لعنت کو وظیفہ بنا لینا اور ہر دم اسی کی رَٹ لگاتے رہنا مذموم و عبث ہے اور کسی ایسے شخص کا نام لے کر لعنت کرنا، جس کا کفُر دلیل قطعی سے ثابت نہ ہو، حرام ہے۔ ایسی لعنت سے منع فرمایا گیا ہے۔ مسلمان خواہ کتنا ہی بدکار کیوں نہ ہو بعد سزا یا بلاسزا انشاء اللہ بخشا جائے گا البتہ لعنت وصفی یعنی بغیر نام لئے فاسق ظالم وغیرہ پر لعنت کرنا بوقت ضرورت جائز ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ جب کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف چلی جاتی ہے۔ لیکن آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر زمین کی طرف آتی ہے تو اُسکے دروازے بھی بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر دائیں بائیں پھرتی ہے۔ جب اُس کو کوئی جگہ نہیں ملتی تو جس پر لعنت کی گئی ہے۔ اُس کی طرف جاتی ہے۔ اگر وہ اس کے لائق ہوتا ہے تو اُس پر پڑ جاتی ہے ورنہ کہنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے (ابوداؤد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میرے صحابہؓ کو بُرا نہ کہو (گستاخی نہ کرو) کیونکہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی ایک اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خیرات کر دے تو اُن کے ثواب کا ایک مُد یا اس کا نصف بھی نہیں پا سکتا (کتنی ہی عبادت اور نیکی کرو مگر اُن کی فضیلت و بزرگی کا مقابلہ کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا (مسلم)

آپؐ کا ارشاد ہے کہ جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے یاروں کی شان میں گستاخیاں اور بے ادبیاں کر رہے ہوں تو "خدا تمہارے شر پر لعنت کرے" کہہ کر علیحدہ ہو جایا کرو۔ (ترمذی)

کافروں پر خدا کی لعنت

قرآنی شہادتیں

(۱):۔ اِنَّ اللّٰہَ لَعَنَ الْکَافِرِیْنَ وَ اَعَدَّ لَھُمْ سَعِیْرًا ۝ خَالِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا ج لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ۝ (پ ۲۲ ع ۵)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ نے پھٹکار دیا ہے مُنکروں کو، اور رکھی ہے اُن کے واسطے دہکتی ہوئی آگ، رہا کریں گے اس میں ہمیشہ، نہ پائیں کوئی حمایتی اور نہ مددگار۔

اسی پھٹکار کا اثر ہے کہ لاطائل سوالات کرتے ہیں۔ انجام کی فکر نہیں کرتے اوندھے مُنہ ڈال کر اُن کے چہروں کو آگ میں اُلٹ پلٹ کیا جائے گا۔ اس وقت حسرت کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں اللہ و رسولؐ کے کہنے پر چلتے۔ تو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔

(۲):۔ لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ط ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۝ (پ ۶ ع ۱۵)

ترجمہ:۔ ملعون ہوئے کافر بنی اسرائیل میں کے، داؤدؑ کی زبان پر اور عیسٰےؑ بیٹے مریم کے، یہ اس لئے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے گزر گئے تھے۔

(مطلب):۔ یوں تو تمام کتب سماویہ میں کافروں پر لعنت کی گئی ہے۔ لیکن بنی اسرائیل کے کافروں پر جب وہ عصیاں و تمرّد میں حد سے گزر گئے کہ نہ مجرم کسی طرح ارتکابِ جُرم سے باز آتا تھا اور نہ غیر مجرم مجرم کو روکتا تھا، بلکہ سب شیر و شکر ہو کر بے تکلّف ایک دوسرے کے ہم پیالہ و ہم نوالہ بنے ہوئے تھے۔ مُنکرات و فواحش کا ارتکاب کرنے والوں پر کسی طرح کے رنج اور ترشروئی کا اظہار بھی نہ ہوتا تھا۔ تب خدا نے حضرت داؤدؑ اور حضرت مسیحؑ کی زبان سے اُن پر لعنت کی۔ غالبًا اسی لعنت کی وجہ سے اُن کے بہت سے افراد ظاہراً و باطناً بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ کر دیئے گئے۔

اللہ اور اُس کے رسُولؐ کو ستانے والوں پر لعنت

(۳):۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۝ (پ ۲۲ ع ۴)

ترجمہ:۔ جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اُس کے رسول کو، اُن کو پھٹکارا اللہ نے دُنیا میں اور آخرت میں، اور تیّار رکھا ہے اُن کے واسطے ذلّت کا عذاب۔

اللہ کو ستانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے پیغمبروں کو ستائیں یا اُس کی جناب میں نالائق باتیں کہیں۔

(۴):۔ فَلَمَّا جَآءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ ز فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَافِرِیْنَ ۝ (پ ۱ ع ۱۱)

ترجمہ:۔ پھر جب پہنچا اُن کو جس کو پہچان رکھا تھا تو اُس سے مُنکر ہو گئے سو لعنت ہے اللہ کی مُنکروں پر۔

(مطلب):۔ اُن کے پاس جو کتاب آئی وہ قرآن ہے اور جو کتاب اُن کے پاس پہلے سے تھی وہ توارت ہوئی۔ قرآن کے اُترنے سے پہلے جب یہودی کافروں سے مغلوب ہوتے تو خدا سے دعا مانگتے کہ ہم کو نبیٔ آخرالزماںؐ اور جو کتاب اُن پر نازل ہو گی اُن کے طفیل سے کافروں پر غلبہ عطا فرما۔ جب حضورؐ پیدا ہوئے اور سب نشانیاں بھی دیکھ چکے تو مُنکر ہو گئے اور ملعون ہوئے۔

حق چھُپانے والوں پر خُدا کی لعنت

(۵):۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ لا اُولٰٓئِكَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ

وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ (پ۲ ع۳)

ترجمہ:- بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اُتارے صاف حکم اور ہدایت کی باتیں۔ بعد اس کے کہ ہم اُن کو کھول چکے لوگوں کے واسطے کتاب میں، اُن پر لعنت کرتا ہے اللہ اور لعنت کرتے ہیں اُن پر لعنت کرنے والے۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور درست کیا اپنے کام کو، اور بیان کر دیا حق بات کو، تو اُن کو معاف کرتا ہوں اور میں ہوں بڑا معاف کرنے والا نہایت مہربان بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور مر گئے کافر ہی، اُن ہی پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی۔ ہمیشہ رہیں گے اسی لعنت میں، نہ ہلکا ہو گا اُن پر سے عذاب اور نہ اُن کو مہلت ملے گی۔

(مطلب):- اس سے مراد یہودی ہیں کہ تورات میں جو آپ کی تصدیق تھی اُس کو اور تحویل قبلہ وغیرہ امور کو چھپاتے تھے اور جس نے دُنیا کی غرض کے واسطے اللہ کے حکم کو چھپایا وہ سب اسی میں داخل ہیں۔ لعنت کرنے والے جن و انس و ملائکہ بلکہ اور سب حیوانات کیونکہ ان کی حق پوشی کے وبال میں جب جہان کے اندر قحط، وَبا یا طرح طرح کی بلائیں پھیلتی ہیں۔ تو حیوانات بلکہ جمادات تک کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور سب اُن پر لعنت کرتے ہیں۔

جس نے خود حق پوشی کی یا کسی دوسرے کی حق پوشی کے باعث گمراہ ہوا اور اخیر تک کافر ہی رہا اور توبہ نصیب نہ ہوئی تو وہ ہمیشہ کو ملعون اور جہنمی ہوا مرنے کے بعد توبہ مقبول نہیں۔

مرتدین پر خدا کی لعنت

جو لوگ قلبی معرفت اور یقین کے درجہ سے بڑھ کر ایک مرتبہ مسلمان بھی ہو چکے تھے پھر دُنیوی اغراض اور شیطانی اغوا سے مرتد ہو گئے۔ یہ ان پہلوں سے بھی زیادہ کجرو اور بیجا واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے اُن سے بڑھ کر لعنت اور عذاب کے مستحق ہوں گے۔ خدا فرشتے اور مسلمان لوگ سب ان پر لعنت بھیجتے ہیں بلکہ ہر انسان حتیٰ کہ وہ خود بھی اپنے اوپر لعنت کرتے ہیں۔ اس لعنت کا ہمیشہ اثر رہیگا۔ دنیا میں پھٹکار اور آخرت میں خدا کی مار۔ انہیں نہ کسی وقت عذاب کی شدت میں کمی محسوس ہو گی اور نہ ذرا سی دیر کے لئے عذاب ملتوی کر کے آرام دیا جائے گا۔

(۶):- كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ط وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (پ۳ ع ۱۷)

ترجمہ:- کیونکر راہ دیگا اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کو کہ کافر ہو گئے ایمان لا کر، اور گواہی دیکر کہ بے شک رسول سچا ہے اور آ گئیں اُن کے پاس نشانیاں روشن، اور اللہ راہ نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔!

ظالموں پر خدا کی لعنت

(۷):- فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ (پ۸ ع ۱۲)

ترجمہ:- پھر پکارے گا ایک پکارنیوالا اُن کے بیچ میں۔ کہ لعنت ہے اللہ کی ظالموں پر۔

جنتی جنت میں پہنچ کر اپنے حال پر اظہار مسرت اور دوزخیوں کو رنج پہنچانے کے لئے کہیں گے کہ جو کچھ وعدے حق تعالیٰ نے پیغمبروں کی زبانی ہم سے کئے تھے۔ کہ ایمان لانے والوں کو ہمیشہ کی نعمتیں ملیں گی ہم تو انہیں سچا پا رہے ہیں۔ اے دوزخیو! تم بولو کہ تمہارے کفر و عصیاں پر جو دھمکیاں دی گئی تھیں تم نے بھی اُن کو سچّا پایا؟ ظاہر ہے جواب میں وہ "سوائے ہاں" کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ اس وقت خدا کا ایک منادی دونوں کے درمیان کھڑے ہو کر پکاریگا کہ یوں تو گنہگار بہت سے ہیں۔ مگر خدا کی بڑی پھٹکار اُن ظالموں پر ہے جو خود گمراہ ہوئے اور آخرت کے انجام سے بالکل بے فکر ہو کر دوسروں کو بھی راہِ حق سے روکتے رہے اور اپنی کج بحثیوں سے رات دن اسی فکر میں تھے کہ صاف اور سیدھے راستہ کو ٹیڑھا ثابت کریں۔

(۸):- "سُن لو پھٹکار ہے اللہ کی ناانصاف لوگوں پر جو کہ روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے ہیں اس میں کجی، اور وہی ہیں آخرت سے منکر"۔ (پ۱۲ ع ۲)

یعنی حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ ظلم و ناانصافی سے خدا کے کلام کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر آخرت کے منکر ہیں دوسروں کو خدا کی راہ پر چلنے سے روکتے ہیں اور اس تلاش میں رہتے ہیں کہ سیدھے راستہ کو ٹیڑھا ثابت کریں۔ ایسے ظالموں پر خدا تعالیٰ کی خصوصی لعنت ہے۔

قوم عاد پر خدا کی لعنت

(۹):- "اور یہ تھے عاد، کہ منکر ہوئے اپنے رَب کی باتوں سے اور نہ مانا اس کے رسولوں کو، اور مانا حکم اُن کا جو سرکش تھے مخالف، اور پیچھے سے آئی ان کو اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن بھی، سُن لو عاد منکر ہوئے اپنے رَب سے۔ سُن لو پھٹکار ہے عاد کو جو قوم تھی ھودؑ کی۔ (پ ۱۲ ع ۵)۔

یعنی خدا کی لعنت (دھتکار) اُن کے پیچھے لگا دی گئی کہ جہاں جائیں ساتھ جائے اور قیامت تک جہاں اُن کا ذکر ہو لعنت کے ساتھ ہو۔ بلکہ قیامت کے بعد بھی وہ اُن کا پیچھا نہ چھوڑے گی۔ لعنت کا طوق ہمیشہ اُن کے گلے میں پڑا رہیگا۔

فرعون اور فرعونیوں پر لعنت

(۱۰):- اسی طرح رہتی دُنیا تک لوگ فرعون اور فرعونیوں پر لعنت بھیجتے رہیں گے پھر قیامت میں ملائکۃ اللہ اور اہل موقف کی طرف سے لعنت پڑے گی۔ غرض لعنت کا سلسلہ لگاتار ان کے ساتھ چلے گا۔ گویا یہ انعام ہے جو ان کی کرتوتوں پر دیا گیا۔

وَ اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۝ (پ ۱۲ ع ۹)

ترجمہ:- اور پیچھے سے ملتی رہی اس جہان میں لعنت اور دن قیامت کے بھی بُرا انعام ہے جو اُن کو ملا۔

عہد توڑنے والوں اور مفسدین پر لعنت

(۱۱) وَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ط اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ (پ۱۳ ع ۹)

ترجمہ:- اور جو لوگ توڑتے ہیں، عہد اللہ کا، مضبوط کرنے کے بعد، اور قطع کرتے ہیں اس چیز کو جسکو فرمایا اللہ نے جوڑنا اور فساد اٹھاتے ہیں ملک میں ایسے لوگوں کے واسطے ہے لعنت اور اُن کے لئے ہے بُرا گھر۔

اس آیت میں اشقیا کی عادات و

خصال اور آخری انجام تبلایا ہے ان کا کام یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے بدعہدی کریں جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم تھا انہیں توڑیں۔ ملک میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائیں دوسروں پر اور اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے نہ رُکیں۔ یہی لوگ ہیں جو خدا کی رحمت سے دُور پھینک دیئے گئے اور سب سے زیادہ بُرے مقام پر پہنچنے والے ہیں۔

شیطان مردود پر لعنت

(۱۲):۔ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ (پ ۱۴ ع ۳)

ترجمہ:۔ فرمایا تو تو نکل یہاں سے تجھ پر مار ہے اور تجھ پر پھٹکار ہے، اُس دن تک کہ انصاف ہو۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو حکم دیا تھا کہ سب آدمؑ کے آگے سجدہ میں گر پڑو۔ سب فرشتوں نے مل کر سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ تجھ کو کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا۔ بولا میں وہ نہیں ہوں کہ سجدہ کروں ایک بشر کو۔ جس کو تو نے بنایا کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا تو جنّت سے یا آسمان سے یا اُس مقام عالی سے، نکل جا۔ جہاں اب تک پہنچا ہوا تھا۔ قیامت کے دن تک خدا کی پھٹکار اور بندوں کی طرف سے تم پر لعنت پڑتی رہیگی۔

(۱۳):۔ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ (پ ۲۴ ع ۱۱)

ترجمہ:۔ جس دن کام نہ آئیں منکروں کو اُن کے بہانے اور اُن کو پھٹکار ہے اور اُن کے واسطے بُرا گھر۔

یعنی میدانِ حشر میں جبکہ اوّلین و آخرین جمع ہوں گے۔ حق تعالیٰ اپنے فضل سے مومنین کو سب کے سامنے عزّت و رفعت عطا فرمائیگا۔ لیکن بدبختوں اور ظالموں کی کوئی مدد اور دستگیری نہ ہو گی۔

قاتلین پر خدا کا غضب اور لعنت

(۱۴):۔ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ (پ ۵ ع ۱۰)

ترجمہ:۔ اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان کر، تو اس کی سزا دوزخ ہے۔ پڑا رہیگا اُسی میں، اور اللہ کا اس پر غضب ہُوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا عذاب۔

یعنی اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو غلطی سے نہیں بلکہ قصداً اور مسلمان معلوم کرنے کے بعد قتل کرے گا تو اُس کے لئے آخرت میں جہنم اور لعنت اور عذابِ عظیم ہے۔ کفّارہ سے اسکی رہائی نہیں ہو گی۔

ارشاداتِ نبویؐ

(۱):۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں نبی علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے نوحہ کرنے والی عورت پر اور بخوشی قلب، نوحہ سُننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے ـــ!

(۲):۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گریبان چاک کرے یا بال بکھیرے اور زمانۂ جاہلیّت کی طرح نوحہ کرے وہ ہم لوگوں کے طریقہ پر نہیں۔

(۳):۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور بعض اہل علم کا قول ہے کہ عورتوں کو مزاروں پر جانا مکروہ ہے۔ کیونکہ ان میں صبر کا مادہ نہیں ہوتا ہے اور جزع و فزع زیادہ کرتی ہیں ـــ!

(۴):۔ مومن پر لعنت کرنا اُس کے قتل کے برابر ہے (جس طرح قتل کرنا حرام ہے۔ اسی طرح لعنت بھی حرام ہے)۔

(۵):۔ حضرت جابرؓ نے بیان کیا نبیٔ انور صلی اللہ علیہ وسلّم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اور اُس کی رسید لکھنے والے اور اُس کی گواہی دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

(۶):۔ حضرت جحیفہؓ کہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت اور کتّے کی قیمت اور زانی عورت کی کمائی سے ہم کو منع فرمایا۔ اور سود لینے والے اور سود دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے اور اسی طرح بدن پر تِل کے نشان بنانے والی عورت پر اور بنوانے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔

(۷):۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے شراب کے متعلق دس شخصوں پر لعنت فرمائی ہے (۱) شراب بنانے والے پر (۲) ساقی پر (۳) فروخت کرنیوالے پر (۴) پینے والے پر (۵) لانے والے پر (۶) اور منگانے والے پر (۷) اور فروخت کرنیوالے پر (۸) اور خریدنے والے پر (۹) اٹھانے والے پر اور (۱۰) جس کیلئے اٹھاکر لائی گئی ہو۔

(۸):۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ جس نے بغیر بتلائے کوئی عیب دار چیز فروخت کر دی تو اس پر ہمیشہ اللہ کا غضب رہیگا اور فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت بھیجیں گے۔ (مشکوٰۃ باب بیع وشرا)

(۹):۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں جو شخص کسی ذی رُوح کو نشانۂ مشق بنائے رسول اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اس پر لعنت فرمائی ہے۔

(۱۰):۔ حضرت ابوطفیلؓ کا بیان ہے۔ کہ حضرت علیؓ سے دریافت کیا گیا۔ آپ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ امور میں خصوصیّت بھی کی ہے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ عام لوگوں کے اعتبار سے ہم میں حضور انورؐ نے سوائے (اس چیز کے جو میری تلوار کے میان میں موجود ہے) کوئی خصوصیّت نہیں فرمائی۔ پھر آپ نے اس میں سے ایک صحیفہ نکال کر دکھلایا جس میں تحریر تھا کہ جو غیر خدا کے واسطے ذبح کرے اس پر لعنت ہے اور جو زمین کے حدود کی نشانیاں علیحدہ کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جس نے غیر کی علامت علیحدہ کی اس پر خدا کی لعنت ہے اور جو اپنے والد پر لعنت کرے اس پر بھی خدا کی لعنت ہے اور جو کسی بدعتی کو پناہ دے اس پر بھی خدا کی لعنت ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الصید والذبائح)

(۱۱):۔ اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے جو اپنے نبیوں کی قبروں پر سجدہ کرتے ہیں تصویر بنانیوالوں پر خدا کی لعنت (متفق علیہ)

(۱۲):۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کے ساتھ مشابہت کرتی ہیں لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری) خواہ یہ مشابہت لباس میں ہو خواہ حرکات و سکنات میں خواہ گفتار و کردار میں۔

(۱۳):۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن مردوں پر جو ہیجڑے بنیں اور اُن عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کریں، لعنت فرمائی ہے۔

(۱۴):- آقائے رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم لعنت فرماتے ہیں اس مرد پر جو زنانہ لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردانہ لباس پہنے۔ (ابوداؤد)

(۱۵):- رشوت دینے والے اور لینے والے پر خدا کی لعنت (ابن ماجہ)

اللہ چور پر لعنت کرے (متفق علیہ)

(۱۶):- ملعون ہے وہ جس نے اللہ کے سوا کسی دوسرے کے نام پر جانور ذبح کیا۔

(۱۷):- ملعون ہے جس نے اپنے ماں باپ پر لعنت کی، ملعون ہے جس نے کسی بدعتی کی مدد کی یا اس کو جگہ دی۔ ملعون ہے وہ جو زمین کے نشان مٹا دے۔ (یعنی راستہ کا نشان مٹا دے یا دو زمینوں کی حدِ فاصل کو مٹا دے۔) (مسلم ونسائی)

(۱۸):- ملعون ہے وہ جو اندھے کو راستہ سے روکے۔

(۱۹):- ملعون ہے وہ جس نے چوپائے سے بدفعلی کی۔

(۲۰):- ملعون ہے وہ جس نے قومِ لوط کا سا کام کیا (اغلام بازی)۔

(۲۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے کسی مسلمان کو (بلا حکم شرع) تکلیف پہنچائی یا اس کو دھوکہ دیا۔ تو اس پر خدا کی لعنت ہے۔ (ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ یا اللہ! میں تیرے سامنے ایک پختہ عہد کرتا ہوں کہ تو مجھے اس کے خلاف نہ کیجیئے۔ (مجھے اس پر قائم رکھئے) کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں ایک بشر ہوں۔ سو میں نے صرف (بتقاضائے بشریت نہ بحکم شریعت) اگر کسی مسلمان کو تکلیف دی یا برا کہا یا لعنت کی یا کوڑے مارے تو اس کو قیامت کے دن اس کے لئے رحمت اور اس کے گناہوں کا کفارہ اور اپنی قربت کا سبب بنا دیجیو۔

(ماخوذ از جوامع الکلم مرتبہ مولانا مطیع الحق رح)

اللہ اکبر! کس درجہ احتیاط ہے اور کس درجہ حقوق العباد کی نگہداشت کہ اگرچہ وہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے گالیاں دینے والوں کو اور پتھر مارنے والوں کو دعائیں دیتے رہے۔ ان کی خدمتیں بجا لاتے رہے۔ وہ کسی کو بلاوجہ کیسے ستاتے۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرمائی اور ہمارا کیا حال ہوگا۔ کہ جس کو جی چاہا بے دھڑک کافر کہہ دیا یا لعنتی کہہ دیا، گالی دیدی اور جو چاہا نقصان پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ آمین۔ یا الٰہ العالمین۔

خلاصہ

خدا کی پھٹکار سے بچو اور ہرگز وہ کام نکرو۔ جو اوپر بیان کیئے گئے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
بتا تو سہی اور کافری کیا ہے
(اقبالؒ)

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھیں۔



بچّوں کا صفحہ

یتیموں کے حقوق

محمد ثانی حسنی

وہ بچّہ جس کے سر سے باپ یا ماں کا سایہ اُٹھ جائے، وہ پدری یا مادری شفقت سے محروم ہو جائے وہ کس قدر ہمدردی و غمگساری کا محتاج ہے۔ انسانی سوسائٹی کا فرض ہے کہ ایسے بے یار و مددگار بچّہ سے محبّت و پیار کا برتاؤ کرے، اس کی ہر ضرورت کو پُوری کرے، اس کے مال و دولت، عزّت و ناموس کی حفاظت کرے، اس کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے یتیم بچّہ ہو یا یتیم بچّی، ہر ایک کی مدد و خدمت کرنا اسلام نے ہم کو بتایا ہے اور نیکوں کی تعریف ہی ان الفاظ میں کی۔ وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا (س: دھر ع ۱) اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبّت پر مسکین و یتیم اور اسیر کو۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان لوگوں کو بشارت عطا فرمائی اور ان کی تعریف فرمائی ہے جو یتیموں کی خدمت اور ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتے ہیں اور ان سخت دل، بے مروّت لوگوں کی مذمّت فرمائی ہے جو ان معصوم اور کمسن بے باپ کے بچّوں کے ساتھ بُرا سلوک کرتے یا ان سے بے توجہی برتتے ہیں۔

خیر بیت فی المسلمین بیت
فیہ یتیم یحسن الیہ و
شر بیت فی المسلمین بیت
فیہ یتیم یساء الیہ ؂

مسلمان کے گھروں میں بہتر وہ گھر ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھّا سلوک کیا جاتا ہو، اور وہ گھر مسلمانوں کے گھرانوں میں بہت بُرا ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ بُرا سلوک کیا جاتا ہو۔

یتیم کی پرورش کرنے والے کو سب سے بڑا صلہ

اور پھر خوشی کا صرف اظہار یا ان کی نری تعریف نہیں کی بلکہ یتیموں سے سلوک کرنے والوں کو جنّت کی بشارت اور اس سے بڑھ کر اپنی قربت جیسی نعمت کا وعدہ فرمایا ہے۔

انا و کافل الیتیم فی الجنّۃ
ھکذا و اشار بالسبابۃ و
الوسطی و فرج بینھما شیئًا

میں اور یتیم کی سرپرستی کرنے والا جنّت میں یُوں ہوں گے اور آپ نے کلمہ کی اور بیچ کی انگلی میں ذرا سا فصل کر دیا۔

پھر اللہ ایسے نیک بخت اور رحم دل انسان کو اس کے احسان کے بدلے نیکیوں سے مالا مال فرمائے گا۔ ارشاد ہے:-

"جو شخص کسی یتیم بچّے یا بچی کے سر پر (شفقت کا) ہاتھ پھیرے اور صرف اللہ کی رضا کی خاطر ایسا کرے تو اس کا ہاتھ سر کے جتنے بالوں پر پھیرے گا، ہر بال کے بدلے اس کو نیکیاں ملیں گی۔

صحابہ کرامؓ کی یتیموں کی پرورش میں ایک دُوسرے سے سبقت

صحابۂ کرام یتیموں کی پرورش اپنے بچّوں کی مانند کرتے تھے۔ ہر گھر کوئی نہ کوئی یتیم بچّہ ہوتا اور اس کی خدمت میں اس کے رشتہ دار نہیں بلکہ ہر مسلمان ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتا تاکہ یتیم کی خدمت کرکے بشارتِ عظمیٰ کا حقدار ہو جائے۔ عبد اللہ بن عمر بغیر کسی یتیم کی شرکت کے کھانا نہ کھاتے، کسی یتیم کو ضرور شریک کرتے۔

حضرت زید بن حارثہؓ مکّہ مکرّمہ سے حضرت حمزہؓ کی یتیم صاحبزادی کو لائے۔ تو ان صاحبزادی کی پرورش کے لئے حضرت علیؓ، حضرت جعفرؓ اور خود حضرت زید نے اپنے کو پیش کیا اور ہر ایک نے خواہش کی کہ ان کو اپنے زیرِ تربیت لے لے۔ حضرت جعفرؓ نے کہا کہ میں زیادہ مستحق ہوں۔ وہ میرے چچا کی لڑکی ہے۔ اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے جو بمنزلہ ماں کے ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ یہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور خود حضورؐ کی صاحبزادی میرے نکاح میں ہیں، میرا حق ہے۔ حضرت زید بھی کہنے لگے، میں زیادہ مستحق ہوں میں نے سفر کیا اور ان کو لایا ہوں۔ آخر کار حضورؐ نے صاحبزادی کے آرام کی خاطر حضرت جعفرؓ کے حق میں فیصلہ کر دیا۔

یتیموں کا مال کھانا اپنے پیٹ کو آگ سے بھرنا ہے

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ان پر سخت وعید فرمائی ہے جو یتیم بچّوں کی جائداد اور مالوں میں بے انصافی اور ظلم سے کام لیتے ہیں۔ اپنی خواہش کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔ ان کی لاچاری اور کم سنی سے ناجائزہ فائدہ اُٹھا کر ان پر ظلم ڈھاتے ہیں۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ قیامت میں کچھ لوگ قبروں سے اس طرح اُٹھیں گے کہ ان کے منہ میں آگ بھڑک رہی ہوگی۔ کسی نے پُوچھا یا رسول اللہ! یہ کون ہوں گے۔ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:-

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ
الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ
بُطُوْنِھِمْ نَارًا وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا (نساء-۱)

جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں۔ وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب داخل ہوں گے آگ میں۔

یتیموں سے سلوک سخت دلی کو دُور کرتا ہے

جس کا دل سخت ہو اس کے دل میں رحمت و شفقت نہ ہو تو ایسے شقی القلب کا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے یہی علاج بتلایا ہے کہ وہ یتیم سے سلوک کرے۔ ایک صحابیؓ نے حضورؐ سے اپنے قلب کی قساوت کی شکایت کی تو حضورؐ نے فرمایا:-

امسح راس الیتیم و اطعم المسکین — یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے　ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظورشدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۳۰ ۲۷ ۲۴۸۱/ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

(فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا)